الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک شخص کی بیٹی سولہ سال تک اس کے زیر کفالت رہی ہو۔ مگر کچھ عرصہ سے وہ اپنی والدہ کے ساتھ اپنے ماموں کے گھر چلی گئی۔ اب اس کی والدہ بھی فوت ہو چکی ہے۔ لڑکی کی والدہ کی وفات کے بعد لڑکی کے دادا نے اپنی بیٹی کی حالیہ بیماری پر ہزاروں روپے خرچ کئے اور لڑکی کو بطور ماہانہ خرچ بھی دیتا رہا ہے۔ تاکہ لڑکی اپنی روز مرہ ضروریات زندگی کو احسن طریق سے ادا کر سکے۔

اب لڑکی کے ماموں اس کی شادی کر رہے ہیں۔ جبکہ لڑکی کا والد اس شادی کو پسند نہیں کرتا۔

آیا ایسی صورت میں ولی اقرب (والد مخلص) کی اجازت اور مرضی کے بغیر یہ نکاح منعقد ہو سکتا ہے؟

کیا والد کی موجودگی میں ماموں لڑکی کا ولی بن کر نکاح کر سکتا ہے؟

آپ کتاب و سنت کی روشنی میں جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں

حاجی محمد دین جاوید

۴۸ گ ب مالو وال ڈاک خانہ تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا

الجواب بعون الوہاب ومنہ الصدق والصواب بشرط صحت سوال و موافقتہ السوال بالامر الواقع صورت مسئولہ میں واضح باشد چونکہ عورت ناقص العقل اور سوء الفکر کی وجہ سے سریعتہ الرغبتہ والمیل واقع ہوئی ہے اور بسا اوقات اپنے ازدواجی مستقبل کے انجام و عواقب کے نتیجہ میں پیش آمدہ نفع و ضرر سے آنکھیں موند کر غلط انتخاب کر بیٹھتی ہے جو آگے چل کر اس کے لئے پریشانی اور اس کے ولی و والد کے لئے ناقابل برداشت بے عزتی کا باعث بن جاتا ہے اور پھر ختم نہ ہونے والے جھگڑے اور گھمبیر مسائل جنم لیتے ہیں جن کی وجہ سے والد اور خاندان کا سکون غارت ہو جاتا ہے۔ ان متوقع گوناگوں مفاسد کی روک تھام کرتے ہوئے شریعت نے عورت کو حکم دیا کہ گو وہ ایک حد تک بااختیار ہے تاہم ولی کی اجازت بھی شرط لازم ہے یعنی صحت نکاح کے لئے خیر خواہ ولی اقرب و والد اگر وہ حیات ہوں کی اجازت ضروری ہے۔ اور ولی کی اجازت کے بغیر نکاح شریعت نے باطل قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن اذا تراضوا بينهم بالمعروف** (سورۃ البقرہ ۲۳) اور جب عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر چکیں تو پھر تم ان کو اپنے اگلے شوہروں سے دوبارہ نکاح کرانے سے نہ روکو جب وہ آپس میں معروف کے ساتھ راضی ہوں۔

اس آیت شریفہ سے ثابت ہوا کہ باکرہ یا بیوہ عورت اپنے ولی والد کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی اگر ولی کی اجازت کے بغیر نکاح ہو سکتا تو آیت یوں ہوتی **واذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن فلھن ان ینکحن ازواجھن اذا تراضوا بینھم بالمعروف** کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو ان کو اپنے شوہروں سے نکاح کر لینے کا اختیار ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قران میں ایسا نہیں۔

ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا اور نکاح نہ کرو مشرکوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں
وانکحوا الایامی منکم سورۃ النور ۳۲۔ اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو

ان تینوں آیات سے ثابت ہوا کہ صحت نکاح کے لئے ولی کی اجازت لابدی اور ناگزیر شرط ہے۔ اگر ولی کی اجازت لازمی شرط ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان آیات میں ولیوں کو خطاب نہ فرماتا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ امیر المومنین فی الحدیث والفقہ حضرت امام بخاریؒ نے اپنی الصحیح میں باب لا نکاح الا بولی میں اپنی آیات سے استدلال فرماتے ہوئے قرآن مجید سے ثابت کیا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوتا۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۶۹ وفتح الباری ج ۹ ص ۱۸۳۔ اور آیت **فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن** اس وقت نازل ہوئی جب حضرت معقل رضی اللہ عنہ اپنی ہمشیرہ (جمیل یا جملی یا فاطمہ) کو اپنے اگلے شوہر حضرت ابو البداح سے دوبارہ نکاح کرنے سے روک دیا تھا۔ چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت معقل نے نکاح کی اجازت دے دی۔ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۸۲ و کتاب التفسیر صحیح البخاری ج ۲ ص ۶۴۹ و دیگر کتب تفاسیر۔ اب احادیث صحیحہ ملاحظہ کریں۔

عن ابی ہریرۃ ان ابن ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بولی۔ رواہ احمد والاربعۃ و صححہ ابن المدینی والترمذی۔ سبل السلام ج ۳ ص ۱۱۷ ونیل الاوطار ج ۶ ص ۱۳۵ و تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص وعون المعبود

علی بن المدینی طریق البخاری والذھلی وغیرہم انھم صححوا حدیث اسرائیل۔ فتح الباری ج ۹ ص ۱۸۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بغیر اجازت ولی نکاح صحیح نہیں ہوتا۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ایما امراۃ نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل فنکاحھا باطل فنکاحھا باطل۔ الحدیث۔ رواہ الخمسۃ الا النسائی وقد صحت الروایۃ فیہ عن ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ و ام سلمۃ وزینب بنت حجش ثم سرد تمام ثلاثین صحابیا۔ سبل السلام ج ۳ ص ۱۱۷ نیل الاوطار ج ۶ ص ۱۳۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے گی تو اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے۔ اور باطل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نکاح صحیح ہی نہیں

ہوتا اور حدیث لا نکاح الابولی میں لا نفی صحت کے لئے ہے نفی کمال کے لئے ہرگز نہیں۔ چنانچہ امام محمد بن اسماعیل الکحلانی ارقام فرماتے ہیں۔

والحدیث علی انہ لا یصح النکاح الا بولی لان الاصل فی النفی نفی الصحت لا نفی الکمال واختلف العلماء فی اشتراط الولی فی النکاح فالجمہور علی اشتراطہ وانہا لا تزوج المراۃ نفسہا وحکی عن ابن المنذر انہ لا یعرف عن احد من الصحابۃ خلاف ذالک وعلیہ الاحادیث سبل السلام ج ۳ ص ۱۱۷ وقد ذہب الی ہذا علی وعمر وابن عباس وابن عمرو ابن مسعود و ابوہریرۃ وعائشہ والحسن البصری وابن المسیب وابن شبرمتہ وابن ابی یعلی واحمد واسحاق والشافعی و جمہور اہل العلم فقالوا لا یصح العقد بدون ولی۔ نیل الاوطار ج ۶ ص ۱۳۶

کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح منعقد ہی نہیں ہوتا کیونکہ احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ اسی پر دلالت کرتی ہیں اور اس مسئلہ میں تمام صحابہ کا اتفاق اور کسی کا اختلاف ثابت نہیں تمام بڑے بڑے تابعین کے ساتھ ساتھ امام احمد' امام اسحاق بن راہویہ' امام شافعی' اہل بیت اور جمہور اہل علم کا بھی یہی مذہب ہے غرضیکہ کتاب و سنت' صحابہ تابعین فقہاء اور جمہور اہل علم کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح ہی نہیں ہوتا

اب رہا یہ سوال کہ والد کی حیات میں کوئی دوسرا شخص دادا چچا ولی بن سکتا ہے یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ والد کی حیات میں بشرطیکہ وہ بالغ عاقل اور بیٹی کے حق میں مخلص اور اس کا خیرخواہ ہو تو کوئی دوسرا شخص خواہ کسے باشد شرعاً" ولی ہرگز نہیں بن سکتا۔ کیونکہ مخلص اور متدین والد اپنی لڑکی کے حق میں جتنا مخلص ہو سکتا ہے اتنا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ اسی حقیقت کے پیش نظر تقریباً تمام ائمہ مذاہب اس پر متفق ہیں کہ والد ہی شرعاً" ولی اقرب ہے اور حق ولایت اسی کو پہنچتا ہے۔ فقہاء مذاہب کی تصریحات حاضر خدمت ہیں۔

امام ابن قدامہ الحنبلی تصریح فرماتے ہیں۔ **احق الناس بنکاح المراۃ الحرۃ ابوہا و لا ولایتہ لاحد معہ وبہذا قال الشافعی وہو المشہور عن ابی حنیفتہ۔**

۱۔ مغنی ابن قدامہ ج ۷ ص ۱۰ "والد کے ہوتے ہوئے کسی بھی شخص کو کسی آزاد عورت کے نکاح کا ولی بننے کا حق نہیں۔ امام شافعی اور مشہور قول کے مطابق امام ابو حنیفہ کا بھی یہی مذہب اور فتویٰ ہے۔ تاہم امام مالک اور ایک قول کے مطابق امام ابو حنیفہ کے نزدیک والد کے مقابلہ میں بیٹا ولی اقرب ہے۔

۲۔ **احق الناس بنکاح المراۃ الحرۃ ابوہا ثم ابوہا وان علا ثم ابنہا ثم ابنہ وان نزل المقنع** ج ۳ ص ۱۹

آزاد عورت کے نکاح کرنے کا حق تمام لوگوں سے زیادہ حقدار والد ہے پھر دادا پردادا پھر عورت کا بیٹا اور پوتا نیچے تک

۳۔ بہاء الدین عبدالرحمٰن بن ابراہیم حنبلی المقدسی ارقام فرماتے ہیں۔ **اولی الناس بتزویج الحرة ابو ہا ثم ابوہ وان علا ثم ابنہا ثم ابنہ (لانہ اشفق عصباتہا العدة** شرح عمدۃ الاحکام ج ۱ ص ۳۶۲ کہ تمام لوگوں سے زیادہ حق ولایت عورت کے والد کو ہے پھر عورت کے دادے وغیرہ ازاں بعد عورت کے بیٹے کو بعدازاں پوتے تمام ولیوں کے مقابلہ میں عورت کا والد سب سے زیادہ حقدار ہے۔ پھر اس کا دادا پھر عورت کا بھائی پھر عورت کا بیٹا پوتا وغیرہ

مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی لکھتے ہیں بہر صورت عورت کے لئے ولی ہونا ضروری ہے اول نمبر والد ہے۔ بعض اول نمبر بیٹے کو کہتے ہیں اگر یہ ظلم کریں تو بھائی کے بعد چچا پھر چچا کا بیٹا پھر دادے کی اولاد اور اس طرح اوپر جہاں تک اپنے نسب کا علم ہو۔ فتاویٰ روپڑیہ ج ۲ ص ۴۰۷

فقہاء مذاہب کی ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ والد کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو حق ولایت قطعاً" حاصل نہیں۔ اب رہا یہ سوال کہ والد کے ہوتے ہوئے لڑکی کا ماموں اس کا ولی شرعاً" ہو سکتا ہے تو جواب یہ ہے کہ نسب اور نسل کے ہوتے ہوئے نانے اور ماموں کو حق ولایت حاصل ہی نہیں کہ حق ولایت وراثت کی طرح ہے جس طرح نسب اور نسل کے ہوتے ہوئے ذو والارحام میراث سے شرعاً" محروم ہوتے ہیں اسی طرح حق ولایت سے بھی محروم ہوتے ہیں۔

ولی اقرب عصبہ یعنی باپ ہے عورت کے والد نانا' بھائی ماموں وغیرہ کو حق ولایت حاصل نہیں

حافظ عبداللہ محدث روپڑی ارقام کرتے ہیں غرض باپ کی طرف سے حق ولایت ہے۔ ماں کی طرف سے نہیں کیونکہ ماں کی قرابت کمزور ہے اس لئے ماموں یا نانا وارث نہیں ہوتے۔ فتاویٰ روپڑدیہ ج ۷ ص ۳۰۸ خلاصہ کلام یہ کہ ولی اقرب کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔ ولی اقرب والد ہی ہے عورت کی نسب اور نسل کی موجودگی میں نانا ماموں وغیرہ شرعی ولی نہیں ہوتے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں باپ کی موجودگی کا خیر خواہ اور مخلص ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اگر باپ مخلص اور خیر خواہ نہ ہوتا تو اس کی حالیہ مرض کے علاج پر ہزاروں روپے خرچ نہ کرتا۔ لہٰذا ماموں کو غیر شرعی اقدام سے باز رہنا چاہئے ورنہ شرعاً" نکاح صحیح نہیں ہو گا

ھذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتب ووقع علیہ

محمد عبیداللہ خان عفیف بن الشیخ محمد حسین بلوچ

شیخ الحدیث دارالحدیث جامعہ چینیاوالی' لاہور